سپریم کورٹ رپورٹس (1997) SUPP. 5 ایس سی آر

شریمتی اوموتی وغیرہ

بنام

مہندرا سنگھ اور دیگران

7 نومبر 1997

[ایم۔ایم۔پنچھی اور ایم۔سری نواسن، جسٹسز]

ضابطہ تعذیرات 1860 - دفعات 148، 302/149 اور 307/149 -قتل- کا مقدمہ۔ تمام ملزمان کو قصوروار ٹھہرایا گیا- مجرم قرار دیا گیا اور سزا سنائی گئی- عدالت عالیہ نے جرم اور سزا کو کالعدم قرار دیتے ہوئے کہا کہ استغاثہ ملزم کا جرم ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے۔-اپیل پر،،استغاثہ کا معاملہ معقول شک سے بالاتر ثابت نہیں ہوا-محرک ثابت نہیں ہوا-شک کا فائدہ حاصل نہیں-کوئی مداخلت نہیں کی گئی۔

مدعا علیہان پر آئی پی سی کی دفعہ 148، 302/149 اور 307/149 کے تحت مقدمہ چلایا گیا تھا۔

استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ پی ڈبلیو 1 اور اس کا بیٹا پی ڈبلیو 3 اور ایک' آئی' موٹر سائیکل پر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جا رہے تھے۔ ان کے ساتھ' آر' اور ان کا بیٹا' ڈی' دوسری موٹر سائیکل پر آگے بڑھ رہے تھے۔ راستے میں انہوں نے سڑک کے بیچ میں ایک ٹریکٹر کھڑا دیکھا اور ملزم ٹریکٹر کے قریب کھڑے تھے۔ ایک ملزم کے پاس حسیہ تھا جبکہ دیگر کے پاس دیسی پستول تھے۔ موٹر سائیکلیں روک دی گئیں۔ پستول کے ساتھ ملزم نے آر پر گولی چلائی اور وہ بندوق کی گولی لگنے پر نیچے گر گیا۔ ملزم نے اس پر حسیہ سے حملہ کیا اور کئی وار کیے۔' ڈی' بھاگنے لگا لیکن اس کا پیچھا کیا گیا اور گولی چلائی گئی اور بندوق لگنے پر وہ نیچے گر گیا۔' آر' اور' ڈی' دونوں

کی موقع پر ہی موت ہوگئی۔ تمام ملزمین بھاگ گئے لیکن تین یا چار دن بعد عدالت کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور یہ کہتے ہوئے بے قصور ہونے کا اعتراف کیا کہ انہیں دشمنی کی وجہ سے جھوٹا پھنسایا گیا ہے۔ استغاثہ نے پی ڈبلیو 1 سے 3 سمیت 10 گواہوں سے پوچھ گچھ کی، جو عینی شاہد تھے۔ ٹرائل کورٹ نے سبھی ملزمین کو قصوروار پایا اور انہیں قصوروار ٹھہرایا۔ تاہم اپیل پر عدالت عالیہ نے اس بنیاد پر سزا اور سزا کو کالعدم قرار دے دیا کہ استغاثہ ملزم کا جرم ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے۔ لہٰذا موجودہ اپیل۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے اس عدالت نے

1۔ استغاثہ کا مقدمہ بغیر کسی شک و شبہ کے ثابت نہیں ہوا ہے اور کچھ عوامل ایسے ہیں جو غیر واضح ہیں۔ اس طرح ملزم شک کا فائدہ اٹھانے کے حقدار ہیں۔ عدالت عالیہ کے فیصلے میں مداخلت کا کوئی جواز نہیں ہے۔(96-بی)

2.1۔ استغاثہ کی جانب سے لگائے گئے قتل کے محرکات کو تسلی بخش طور پر ثابت نہیں کیا گیا ہے۔ استغاثہ کا معاملہ یہ ہے کہ پردھان کے انتخاب کے وقت متوفی ون ٹی کے لئے کام کر رہے تھے اور مذکورہ ٹی کو انتخابات میں شکست ہوئی اور ملزم جیت گیا۔ اگر انتخابات کی وجہ سے دشمنی ہوتی تو جس شخص کے خلاف ملزم بغض رکھتا وہ مذکورہ ٹی تھا جو جائے وقوعہ پر موجود تھا۔ اسے بغیر خراش کے بغیر چھوڑ دیا گیا تھا۔ ریکارڈ پر ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس سے پتہ چلے کہ واقعہ سے پہلے کسی بھی وقت ملزم اور متوفی یا ٹی کے دیگر حامیوں کے درمیان جھڑپیں ہوئی تھیں۔ لہٰذا یہ بالکل ناممکن ہے کہ انتخابات سے تین سال گزرنے کے بعد ملزم کو اس طرح کی بغض کا سامنا کرنا پڑے کہ مقتول کو قتل کر دیا جائے۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ میں کئی گہرے زخم دکھائے گئے ہیں جو پی ڈبلیو کے مطابق حسیہ جیسے تیز دھار ہتھیار کی وجہ سے ہوئے تھے۔ اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ متوفی اور حملہ آوروں کے درمیان کچھ گہری دشمنی تھی۔ لیکن ریکارڈ پر موجود ثبوت ایسی کسی دشمنی کو ثابت نہیں کرتے ہیں۔ (92-ای-ایچ؛93-اے-بی)

2.2۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سزا کو برقرار رکھنے کے لئے محرک کا ثبوت ضروری نہیں ہے لیکن جب استغاثہ جرم کے محرک کے بارے میں ایک مخصوص کیس پیش کرتا ہے تو امکانات کا فیصلہ کرنے کے لئے

اس سے متعلق ثبوت پر غور کرنا پڑتا ہے۔ یہ بات اچھی طرح طے شدہ ہے کہ جرم کا محرک تصدیق کی تسلی بخش صورت حال ہے جب ثابت کرنے کے لئے ٹھوس ثبوت موجود ہوں۔کسی ملزم شخص کا جرم لیکن یہ ثبوت میں ایک خامی کو پر نہیں کرسکتا ہے۔(93-ایف)

3۔ عدالت عالیہ کی یہ رائے کہ ایک سے زیادہ حملہ آور تیز دھار ہتھیاروں سے لیس تھے، مکمل طور پر بے بنیاد یا من گھڑت نہیں سمجھا جا سکتا۔عدالت عالیہ نے ایک ماہر ڈاکٹر کا معائنہ کیا جس نے رائے دی کہ مرنے والے کے جسم پر زخم حسیہ کے ایک بھی جھٹکے سے نہیں ہو سکتے ہیں۔اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ متوفی آرون کے جسم پر سترہ زخم پائے گئے تھے، عدالت عالیہ کو یہ یقین کرنا مشکل تھا کہ صرف ایک حملہ آور نے اس پر تیز دھار ہتھیار سے حملہ کیا تھا۔[93-سی-ای]

4۔ استغاثہ جائے وقوعہ سے برآمد ہونے والے ٹریکٹر اور ملزم 'ایم' کے درمیان تعلق ثابت کرنے میں بری طرح ناکام رہا ہے۔عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ اس سے پی ڈبلیو 1 سے 3 کی ساکھ متاثر ہوتی ہے۔(94-ای)

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : فوجداری اپیل نمبر 25 آف 1990 وغیرہ۔

1988 کی فوجداری اپیل نمبر 806 اور 827 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے 10.10.88 کے فیصلے اور حکم سے۔

کے۔بی۔سنہا، اشوک کمار شرما اور ایچ۔ایس۔کیکر، (پرمود سوروپ اور آر۔کے۔سنگھ) اے۔ایس۔ پنڈر کے لیے، (آر۔ایس۔سودھی، ڈیوڈ راؤ) پیش ہونے والی پارٹیوں کے لیے انڈیوار خیر سگالی کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا:

سری نواسن، جسٹس ۔ یہ اپیلیں الہ آباد عدالت عالیہ کے 1988 کے فوجداری اپیل نمبر 806-807 کے فیصلے کے خلاف ہیں جس میں 1985 کے ایس ٹی نمبر 608 میں ایڈیشنل سیشن جج مراد آباد کے فیصلے کو رد کیا گیا تھا اور دفعہ 148، 302/149 اور 307/149 کے تحت الزامات کا سامنا کرنے والے تمام ملزمین کو بری کر دیا گیا تھا۔

2۔ استغاثہ کا مقدمہ درج ذیل تھا:

14.7.1985 کو سوہن پال سنگھ، پی ڈبلیو 1 اور ان کے بیٹے اودیش کمار پی ڈبلیو 3 کے ساتھ ساتھ اندر پال سنگھ ان میں سے پہلے کی موٹر سائیکل پر گاؤں بلاری سے گاؤں چاوڑہ جا رہے تھے۔ اسی دوران راج کمار سنگھ اور ان کے بیٹے دھیریندر سنگھ ان کے ساتھ ایک اور موٹر سائیکل پر آگے بڑھ رہے تھے۔ رات کے تقریباً 8:30 بجے جب وہ بونڈا فیروز پور گاؤں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ سڑک کے بیچ میں ایک ٹریکٹر کھڑا ہے جس کی لائٹس جل رہی ہیں۔ اس کے پاس کوئی بونٹ نہیں تھا۔ ٹریکٹر کے قریب مہیندر سنگھ، اوم ویر، سوم ویر، اوم پرتاپ سنگھ، اونکار سنگھ اور رگھوراج سنگھ کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک رگھوراج سنگھ کے پاس حسیہ تھا جبکہ دیگر کے پاس دیسی پستول تھے۔ مذکورہ افراد کو سڑک پر دیکھ کر راج کمار سنگھ کی موٹر سائیکل روک دی گئی اور دوسری موٹر سائیکل کو چند قدم پیچھے روک دیا گیا۔ پستول رکھنے والے ملزمین نے راج کمار سنگھ اور دھیریندر سنگھ پر فائرنگ کی۔ گولی لگنے سے زخمی ہونے پر وہ نیچے گر گیا۔ رگھوراج سنگھ نے اس پر حسیہ سے حملہ کیا اور کئی وار کیے۔ دھیریندر سنگھ بھاگنے لگا لیکن ملزمین نے اس کا پیچھا کیا۔ پیچھے سے ایک اور ٹریکٹر آیا جسے پی ڈبلیو 1 نے روک لیا۔ دھریندر سنگھ نے مذکورہ ٹریکٹر پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن ملزم نے اس پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں وہ گولی لگنے سے زخمی ہو گیا اور نیچے گر گیا۔ مذکورہ ٹریکٹر پر سوار رام سوروپ اور اس کا بیٹا ناتھو سنگھ بھی اس وقت گولی لگنے سے زخمی ہو گئے جب انہوں نے دھیریندر سنگھ کو بچانے کی کوشش کی۔ مذکورہ ٹریکٹر پر آنے والے کچھ دیگر افراد بھاگ گئے۔ اس حادثے کے نتیجے میں راج کمار سنگھ اور دھیریندر سنگھ دونوں کی موقع پر ہی موت ہو گئی۔ اس دوران گاؤں والے گاؤں سے آئے اور ملزمین اپنے ٹریکٹر میں سوار ہو گئے اور فرار ہونے کی کوشش کی۔ ٹریکٹر کھائی میں پھنس گیا اور ملزم اسے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ایف آئی آر کو پی ڈبلیو 1 نے اسی دن رات 10.00 بجے پولیس اسٹیشن کرہ فتح گڑھ میں درج کرایا تھا۔

3۔ ملزمین تین یا چار دن تک قابل علاج نہیں تھے۔ان میں سے تین نے مراد آباد کی عدالت میں 17.7.85 کو ہتھیار ڈال دیئے اور باقی تین افراد نے 18.7.85 کو ہتھیار ڈال دیئے۔انہوں نے بے قصور ہونے کا اعتراف کیا اور کہا کہ انہیں دشمنی کی وجہ سے غلط طور پر پھنسایا گیا تھا۔ان میں سے ایک اوم ویر سنگھ نے بتایا کہ واقعہ کے وقت وہ مراد آباد کے کوآپریٹو بینک میں ڈیوٹی پر تھا اور اپنے دعوے کی حمایت میں اس نے برانچ مینیجر کو ڈی ڈبلیو 1 کے طور پر جانچا۔استغاثہ نے دس گواہوں سے پوچھ گچھ کی۔ پی ڈبلیو 1 سے 3 نے عینی شاہد ہونے کا دعویٰ کیا۔ایڈیشنل سیشن جج نے تمام ملزمین کو قصوروار پایا اور انہیں قصوروار ٹھہرایا۔ مہیندر سنگھ، اوم ویر سنگھ، اوم پرتاپ سنگھ اور سوم ویر سنگھ کو آئی پی سی کی دفعہ 148، 302/149اور 307/149 کے تحت قصوروار ٹھہرایا گیا تھا جبکہ رگھوراج سنگھ کو دفعہ 148اور 302/149 آئی پی سی کے تحت قصوروار ٹھہرایا گیا تھا۔آئی پی سی کی دفعہ 307/149 کے تحت انہیں بری کر دیا گیا تھا۔مہیندر سنگھ اور رگھوراج سنگھ کو دفعہ 302/149 آئی پی سی کے تحت موت کی سزا سنائی گئی تھی۔تمام ملزمین کو دفعہ 148 آئی پی سی مہندر سنگھ،اوم ویر سنگھ،اوم پرتاپ اور سوم ویر سنگھ کو دفعہ 307/149 آئی پی سی کے تحت مزید سات سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی۔قیدکی تمام سزائیں بیک وقت چلانے کا حکم دیا گیا تھا۔

4۔ دوسرا،عدالت عالیہ کے سامنے اپیلوں کو ترجیح دی گئی۔ان میں سے ایک تھا مہندر سنگھ اور رگھو راج سنگھ اور دوسرا باقی ملزمین کے ذریعہ۔عدالت عالیہ نے کہا کہ استغاثہ ملزم کا جرم ثابت کرنے میں ناکام رہا اور اپیل کی اجازت دے دی۔لہٰذا سزا اور سزاؤں کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔

5۔ راج کمار سنگھ کی بیوہ نے 1990 کی فوجداری اپیل نمبر 25 دائر کی ہے۔دیگر اپیلیں اتر پردیش کی ریاست نے دائر کی ہیں۔

6۔ اپیل کرنے والوں کی بنیادی دلیل یہ ہے کہ اس واقعے کے تین عینی شاہدین موجود ہیں جس میں 1990 کی کریمنل اپیل 25 میں اپیل کنندہ کے شوہر اور بیٹے کو سیاسی دشمنی کی وجہ سے بے دردی سے قتل کیا گیا تھا۔یہ دلیل دی جاتی ہے کہ عدالت عالیہ نے عینی شاہدین پر یقین نہ کرنے کی جو وجوہات بتائی ہیں وہ غلط اور کمزور ہیں۔ یہ دلیل دی جاتی ہے کہ عدالت عالیہ نے بہت سے معمولی تضادات کیے ہیں، اس صورتحال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ گواہ واقعہ کے طویل عرصے کے بعد عدالت میں گواہی دے رہے تھے اور

اس طرح کے تضادات عینی شاہدین کے ثبوت کو مسترد کرنے کے لئے شاید ہی کافی ہیں۔ درخواست میں کہا گیا ہے کہ ایف آئی آر میں تمام ملزمان کے نام درج تھے جو واقعے کے کچھ ہی عرصے بعد درج کیے گئے تھے اور پی ڈبلیو 2 ایک آزاد گواہ ہے جس کے پاس پہنچنے کے لیے کوئی کلہاڑی نہیں تھی۔ درخواست گزاروں کے مطابق ٹرائل جج نے معاملے کے ہر پہلو پر غور کیا ہے اور استغاثہ کے کیس کو قبول کیا ہے اور عدالت عالیہ ٹرائل کورٹ کے فیصلے کو پلٹنے کا جواز پیش نہیں کرتا۔

7۔ جواب دہندگان کے وکیل کا کہنا ہے کہ کئی غیر واضح عوامل ہیں جو استغاثہ کے معاملے پر کافی شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں۔ یہ دلیل دی جاتی ہے کہ اگرچہ عدالت عالیہ کا فیصلہ تسلی بخش طور پر بیان نہیں کیا گیا ہے، لیکن یہ واضح ہے کہ عدالت عالیہ نے جن حالات کا حوالہ دیا ہے وہ ثبوتوں کی تعریف کے معاملے میں متعلقہ اور اہم ہیں۔ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ کچھ گمشدہ روابط ہیں جو استغاثہ کے معاملے کو ناقابل قبول بناتے ہیں۔

8۔ ہم نے ریکارڈ پر موجود تمام ثبوتوں کا جائزہ لیا ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو یہ ماننے کے لئے قائل کرنا مشکل ہے کہ استغاثہ نے اپنا کیس شک سے بالاتر ثابت کیا ہے۔ جیسا کہ جواب دہندگان کے ماہر وکیل نے نشاندہی کی ہے کہ کچھ عوامل ایسے ہیں جو غیر واضح رہتے ہیں۔ ٹرائل جج نے کسی حد تک اپنی حدود سے تجاوز کیا ہے اور دفاع کے دلائل کو مسترد کرنے میں کچھ حالات کی وضاحت کرنے کا کام اپنے لئے لے لیا ہے۔

9۔ اس بات کی نشاندہی کی جانی چاہیے کہ استغاثہ کی جانب سے لگائے گئے قتل کے محرکات کو تسلی بخش طور پر ثابت نہیں کیا گیا ہے۔ استغاثہ کا معاملہ یہ ہے کہ متوفی 1982 میں گاؤں چاوڑہ سے پردھان کے انتخاب کے وقت اندر پال سنگھ کے لئے کام کر رہے تھے۔ مانا جاتا ہے کہ اندر پال سنگھ کو اس الیکشن میں شکست ہوئی تھی اور مہیندر نے اسی میں کامیابی حاصل کی تھی۔ مرنے والوں میں سے کسی نے بھی الیکشن نہیں لڑا۔ اگر انتخابات کی وجہ سے دشمنی ہوتی تو جس شخص کے خلاف ملزمین ناراض ہوتے وہ اندر پال سنگھ تھے جنہوں نے الیکشن لڑا تھا۔ مذکورہ اندر پال سنگھ ملزم کے سامنے موٹر سائیکل پر بیٹھ کر جائے وقوعہ پر موجود تھا۔ اسے بغیر خراش کے بغیر چھوڑ دیا گیا تھا۔ اگر واقعی ملزم اور متوفی کے درمیان دشمنی انتخابات کی وجہ سے تھی، تو ملزم صرف اندر پال سنگھ پر نہیں بلکہ متوفی کے ساتھ ساتھ اندر پال سنگھ پر بھی حملہ کرتا۔ ریکارڈ پر ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس سے پتہ چلے کہ اس واقعہ سے پہلے کسی بھی وقت ایک طرف ملزم اور دوسری طرف اندر پال سنگھ کے متوفی یا دیگر

حامیوں کے درمیان جھڑپیں ہوئی تھیں۔ یہ بالکل ناممکن ہے کہ جس الیکشن میں اندر پال سنگھ کو شکست ہوئی تھی، اس کے تین سال گزر جانے کے بعد، ملزمین کو اس طرح کا غصہ برداشت کرنا چاہیے کہ متوفی کو قتل کر دیا جائے۔ پوسٹ مارٹم رپورٹس پر ایک نظر ڈالیں تو سابق کا 9 اور کا 10 میں کئی گہرے زخم نظر آتے ہیں جو پی ڈبلیو 8 کے مطابق کسی تیز دھار ہتھیار کی وجہ سے ہوئے تھے۔ اس طرح کے کئی زخم ہیں جو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ حملہ آور نے متوفی کو ہتھیار سے بار بار وار کیا تھا۔ اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ متوفی اور حملہ آور کے درمیان کچھ گہری دشمنی تھی۔ ریکارڈ پر موجود ثبوت متوفی اور رگھوراج سنگھ کے درمیان ایسی کسی گہری دشمنی کو ثابت نہیں کرتے ہیں۔ مدعا علیہان کے وکیل رگھوراج سنگھ کے ذریعہ استعمال کیے جانے والے ہتھیار کے طور پر عدالت کے سامنے پیش کیے گئے حسیہ کے حوالے سے ثبوتوں میں خامیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ مذکورہ حسیہ پر انگلیوں کے نشانات یا خون کے دھبوں کے بارے میں ریکارڈ پر کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔ پولیس کی جانب سے انگلیوں کے نشانات کے ساتھ ساتھ ہتھیار پر خون کے دھبوں کو چیک کرنے میں ناکامی استغاثہ کے خلاف ایک اہم عنصر ہے۔ عدالت عالیہ نے ہتھیار بھیجے ہیں اور ایک ماہر ڈاکٹر آر این کٹیار سے بھی پوچھ گچھ کی ہے، جنہوں نے رائے دی ہے کہ مرنے والے کے جسم پر زخم حسیہ کے ایک بھی جھٹکے سے نہیں ہو سکتے ہیں۔ مذکورہ ڈاکٹر نے بتایا کہ پوسٹ مورٹم جانچ رپورٹ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ چوٹ ایک سے زیادہ جھٹکے کی وجہ سے لگی تھی۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ راج کمار سنگھ کے جسم پر سترہ زخم پائے گئے تھے، عدالت عالیہ کو یہ یقین کرنا مشکل تھا کہ صرف ایک حملہ آور نے ان پر تیز دھار ہتھیار سے حملہ کیا تھا۔ عدالت عالیہ نے رائے دی کہ اس طرح کے تیز دھار ہتھیاروں سے لیس ایک سے زیادہ حملہ آور تھے۔ عدالت عالیہ کی رائے کو مکمل طور پر بے بنیاد یا من گھڑت نہیں سمجھا جا سکتا۔

10۔ مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں اگر ملزم کے جرم کے ارتکاب کے محرک کے حوالے سے استغاثہ کے معاملے پر غور کیا جائے تو اسے مسترد کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سزا کو برقرار رکھنے کے لئے محرک کا ثبوت ضروری نہیں ہے لیکن جب استغاثہ جرم کے محرک کے بارے میں ایک مخصوص کیس پیش کرتا ہے تو امکانات کا فیصلہ کرنے کے لئے اس کے بارے میں ثبوت پر غور کرنا پڑتا ہے۔ یہ بات اچھی طرح طے شدہ ہے کہ جرم کا محرک اس وقت تسلی بخش صورت حال ہے جب کسی ملزم کے جرم کو ثابت کرنے کے لئے ٹھوس ثبوت موجود ہوں لیکن اس سے ثبوت میں کمی کو پر نہیں کیا جا سکتا ہے۔

11۔ استغاثہ کے مطابق ملزمین مہندر سنگھ نامی ایک ٹریکٹر کے کنارے کھڑے تھے جس کے پاس اس وقت کوئی بونٹ نہیں تھا۔ عینی شاہدین کا یہ بھی معاملہ ہے کہ ٹریکٹر سڑک کے کنارے خندق کو عبور نہیں کرسکا اور ملزم اسے وہیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مہیندر سنگھ نے ٹریکٹر کی ملکیت سے انکار کیا۔ استغاثہ نے یہ ثابت کرنے کے لئے رئیس احمد نامی شخص سے پی ڈبلیو 9 کے طور پر پوچھ گچھ کی ہے کہ ٹریکٹر اس نے مہیندر سنگھ کو فروخت کیا تھا۔ ان کے شواہد کے مطابق ان کے پاس ٹریکٹر نمبر 2 تھا۔ یو ایس ڈبلیو- 5019 اور اسے مہندر سنگھ کو ان کے ثبوت وں سے تقریبا 5 سال پہلے 14,000 روپے میں فروخت کیا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ ۱۰ ہزار روپے کی ادائیگی پر مہیندر سنگھ نے ٹریکٹر کو اپنے قبضے میں لے لیا تھا لیکن بقیہ 4,000 روپے ادا نہیں کیے تھے۔ اس نے توازن بحال کرنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا تھا۔ ان کے مطابق ٹریکٹر ان کے چھوٹے بھائی اور ان کی والدہ کے نام پر رجسٹرڈ تھا لیکن انہوں نے مزید کہا کہ انہیں نہیں معلوم کہ ٹریکٹر کس کے نام پر آر ٹی او آفس میں رجسٹرڈ ہے۔ انہوں نے ٹریکٹر کی فروخت کے بارے میں آر ٹی او کے دفتر کو کوئی جانکاری نہیں دی کیونکہ انہیں مکمل غور و خوض نہیں ملا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان کے پاس ٹریکٹر سے متعلق کاغذات ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی پیش نہیں کیا گیا۔ رجسٹریشن بک کے بارے میں کہا گیا تھا کہ یہ ایک حد سے زیادہ کیس کے سلسلے میں جمع کرائی گئی تھی لیکن کوئی رسید پیش نہیں کی گئی تھی۔ اس نے دعوی کیا کہ اس نے مذکورہ ٹریکٹر کو منا مستری کے ذریعہ فروخت کیا تھا لیکن بعد میں اس کی جانچ نہیں کی گئی ہے۔ اس کے شواہد کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مکمل طور پر ناقابل اعتماد ہے۔ ریکارڈ پر ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ جائے وقوعہ سے برآمد ہونے والے ٹریکٹر کا رجسٹریشن نمبر تھا۔ یو ایس ڈبلیو- 5019 ریکوری میمو میں کہا گیا ہے کہ ٹریکٹر پر کوئی نمبر نہیں ملا۔ کہا جاتا ہے کہ ٹریکٹر کا بونٹ 4.11.85 کو مہیندر سنگھ کے کھیت سے برآمد کیا گیا تھا لیکن ریکارڈ پر موجود شواہد سے یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ مذکورہ بونٹ ٹریکٹر کا تھا جسے جائے وقوعہ سے برآمد کیا گیا تھا۔ ہمیں یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ استغاثہ مذکورہ ٹریکٹر اور ملزم مہندر سنگھ کے درمیان تعلق ثابت کرنے میں بری طرح ناکام رہا ہے۔ یہ صورت حال عینی شاہدین 1 سے 3 کی ساکھ کو متزلزل کرنے کے لئے ایک طویل سفر طے کرتی ہے۔

12۔ استغاثہ کے مطابق جائے وقوعہ پر ایک اور ٹریکٹر موجود تھا جسے پی ڈبلیو 2 چلا رہا تھا۔ ریکوری رپورٹ کے مطابق اس ٹریکٹر پر خون کے دھبے تھے۔ اس بات کی کوئی وضاحت نہیں ہے کہ پولیس خون کے دھبوں کا نمونہ لینے اور اس کی جانچ کرنے میں کیوں ناکام رہی۔ کہا جاتا ہے کہ اس ٹریکٹر کو پی ڈبلیو 10 جناب

کے ڈی ورما، جو سرمایہ کاری افسر ہیں، نے عدالت میں پیش کرنے یا ضرورت پڑنے پر پولیس کے سامنے پیش کرنے کے لیے دھوم سنگھ نامی شخص کو تحویل میں دے دیا تھا۔ ریکارڈ میں یہ ظاہر نہیں کیا گیا ہے کہ مذکورہ دھوم سنگھ نے مذکورہ ٹریکٹر کو کس صلاحیت میں تحویل میں لیا تھا۔

13۔ پی ڈبلیو 10 کے شواہد کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے تیار کردہ پنچ ناموں میں کئی اصلاحیں، کٹنگ اور حد سے زیادہ تحریریں تھیں۔ عینی شاہدین نے پی ڈبلیو 10 کی جانب سے ریکارڈ کیے گئے بیانات کے کچھ حصوں کی درستگی سے انکار کیا، تاہم عینی شاہد نے بیان دیا کہ ان میں سے ایک گواہ نے بیان نہیں دیا جیسا کہ اس نے دعویٰ کیا ہے۔ پی ڈبلیو 2 نے بیان دیا ہے کہ اس نے تفتیشی افسر کو بتایا کہ واقعہ سے پہلے ان کے ٹریکٹر سے دو موٹر سائیکلیں گزری تھیں لیکن پی ڈبلیو 10 نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ پی ڈبلیو 2 نے ایسا نہیں بتایا تھا۔ پی ڈبلیو 2 نے پی ڈبلیو 10 کے ذریعہ درج کردہ اپنے کچھ بیانات کی درستگی سے بھی انکار کیا ہے۔ سی آر پی سی کی دفعہ 161 کے تحت درج بیان میں پی ڈبلیو 2 نے کہا ہے 'واقعہ کی جگہ پر ہی ایک موٹر سائیکل پڑی ہوئی تھی۔ لیکن عدالت میں اپنے بیان میں پی ڈبلیو 2 نے کہا ہے کہ انہوں نے ایسا کبھی نہیں کہا۔ ایک اہم صورتحال یہ ہے کہ پی ڈبلیو 2 اور اس کے بیٹے کے بیانات پی ڈبلیو 10 کے طویل عرصے بعد یعنی 25.7.85 ریکارڈ کیے گئے تھے۔ پی ڈبلیو 2 کی طرف سے دیا گیا ورژن کہ وہ اس وقت تک بولنے کی پوزیشن میں نہیں تھا، قابل اعتماد نہیں ہے۔

14۔ ٹرائل کورٹ نے خود اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ بلاری کے ڈاکٹر سنتوش ایک بہت اہم اور مادی گواہ ہیں اور استغاثہ کو ان سے پوچھ گچھ کرنی چاہیے تھی۔ لیکن ٹرائل کورٹ نے رائے دی ہے کہ ایسا کرنے میں ناکامی صرف تفتیشی افسر کی لاپرواہی کی وجہ سے ہے اور اس سے عینی شاہدین کے ثبوت متاثر نہیں ہوں گے۔ ہماری رائے ہے کہ مذکورہ ڈاکٹر کا ثبوت ایک اہم رابطہ ثابت ہوتا اور اس کی عدم موجودگی میں، پی ڈبلیو 1 اور 3 کی گواہی میں اعتبار کا فقدان ہے، خاص طور پر اس لئے کہ اس میں ویٹا موجود ہے! دونوں گواہوں کے درمیان اس وقت کے معاملے میں اختلافات تھے جب وہ گاؤں بلاری گئے تھے۔ جب گاؤں میں ہی دو گواہوں کی موجودگی پر سوال اٹھایا جاتا ہے، تو استغاثہ کو ڈاکٹر سنتوش سے پوچھ تاچھ کرنی چاہیے تھی۔

15۔ ٹرائل کورٹ نے اس بنیاد پر بھی پیش رفت کی ہے کہ اندر پال سنگھ کو واقعہ کے کچھ وقت بعد قتل کر دیا گیا تھا اور کچھ ملزمین کے خلاف چارج شیٹ دائر کی گئی تھی۔ مذکورہ ورژن کی حمایت میں ریکارڈ پر کوئی مواد موجود نہیں ہے اور ٹرائل کورٹ اسے منظور نہیں کر سکتی تھی۔

16۔ ٹرائل جج نے راج کمار سنگھ کے جسم پر پائے جانے والے نشانات کے حوالے سے دفاع کے دلائل پر بحث کرتے ہوئے اپنے تخیل کو فساد برپا کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ ٹرائل کورٹ نے ثبوتوں کی بنیاد پر کہا کہ ملزم رگھو راج نے یقینی طور پر راج کمار سنگھ کو پکڑنے کی کوشش کی ہوگی تاکہ وہ دوبارہ کھڑے ہو کر بھاگ نہ سکے اور ایسا کرتے ہوئے اس کے گھٹنے پر وار کیا گیا ہو۔ ٹرائل کورٹ ایسا سوچنے میں مکمل طور پر راستے سے ہٹ گئی ہے۔

17۔ عدالت عالیہ نے اس حقیقت کا بھی نوٹس لیا ہے کہ پی ڈبلیو 1 سے 3 واقعہ سے پہلے ملزم کو نہیں جان سکتے تھے تاکہ عدالت میں ان کی شناخت کی جا سکے۔ اس سلسلے میں مراد آباد کے چیف جوڈیشل مجسٹریٹ کے 26.7.85 کے حکم کا حوالہ دیا جاتا ہے جس میں شناخت پریڈ کے انعقاد اور مذکورہ حکم کی تعمیل کرنے میں پولیس عہدیداروں کی ناکامی کی ہدایت دی گئی تھی۔ ٹرائل جج نے تفتیشی افسر کے اس بیان کو قبول کر لیا ہے کہ وہ چیف جوڈیشل مجسٹریٹ کے حکم سے واقف نہیں تھے۔ شناخت پریڈ منعقد کرنے میں پولیس کی ناکامی پر انحصار کرنا ہمارے لئے ضروری نہیں ہے۔

18۔ عدالت عالیہ کی جانب سے پیش کردہ حقائق اور حالات کے ساتھ ہم نے پہلے جن حالات کا حوالہ دیا ہے وہ مجموعی طور پر اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ استغاثہ کا مقدمہ شک سے بالاتر ثابت نہیں ہوا ہے۔ ملزمین یقینی طور پر اس کے فائدے کے حقدار ہیں۔ نتیجتاً ہمیں عدالت عالیہ کے فیصلے میں مداخلت کا کوئی جواز نظر نہیں آتا۔ اپیلیں ناکام ہو جاتی ہیں اور خارج کر دی جاتی ہیں۔

ایس وی کے آئی

اپیلیں خارج کر دی گئیں۔

Sheikh Javiad Alam
2024.08.03 15:39
I am the author of this
document